|  |  |  |
| --- | --- | --- |
| دار الافتاء  جامعہ مدنیہ  بلاک آئی،شمالی ناظم آباد،کراچی |  | **DARUL IFTA**  **JAMIA MADNIAH**  BLOCK I,NORTH NAZIM ABAD  KARACHI |

فتوی نمبر 144405150122

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں

کہ ہمارے مدرسے میں یہ قانون ہے کہ جب ہم کسی کسی استاذ کو مدرسے میں رکھتے ہیں تو ان سے یہ شرط رکھتے ہیں کہ وہ بچے کو ہاتھ نہیں لگائیں گے یعنی بچوں کو نہیں ماریں گے نہ تھوڑا نہ زیادہ،اوراسی طرح جب بچوں کے والدین جب ہمارے پاس داخلے کے لیے آتے ہیں تو ہم ان سے بھی یہی کہتے ہیں کہ ہمارےادارے میں مار نہیں ہے ،اور اسی طرح بچوں کے والدین بھی کہتے ہیں کہ ہمارے بچے کہ بارے میں کوئی شکایت ہے تو ہمیں بتائیں لیکن بچوں کو نہ ماریں ،تو کیا ایسی صورت میں استاذ صاحب کا بچوں کو مارنا جائز ہے؟

مستفتی: مولانا نعیم احمد خان صاحب

جامعہ مدنیہ،بلاک آئی شمالی ناظم آباد کراچی

03212725000

**الجواب حامدا ومصلیا**

بچوں کو پڑھانا اور اسلامی تعلیمات کے مطابق ان کی تربیت کرنا نہایت اہم اور نیک کام ہے، شریعتِ مطہرہ نے جہاں ہر نیک کام کی ترغیب دی وہاں اس کے لیے کچھ شرائط، حدود وقیود بھی مقر رکیے ہیں ، اگر نیک کام میں شرعی اصول وضوابط کی رعایت نہ کی جائے تو  وہ نیک کام بھی ثواب کے بجائے وبال کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

بچوں کی تعلیم وتربیت میں نرمی وسختی دونوں پہلوؤں میں اعتدال کا راستہ اختیار کرنا ضروری ہے،غصہ میں بے قابو ہوکر حد سے زیادہ مارنا اور یا مارنے کو بالکل غلط سمجھنا دونوں باتیں غلط ہیں، جس طرح نرمی اور محبت سے بچوں کی تعلیم وتربیت  کرنا  بہتر ہے اسی طرح ناگزیر وجوہات کی بنا پر تنبیہ کی غرض سے بچوں کو سزا دینا بھی جائز ہے، نبی کریم ﷺ کافرمان ہے کہ" جب بچے سات سال کے ہوجائیں تو ان کو نماز کا حکم دو، اور جب  وہ دس سال کے ہوجائیں تو انہیں نماز نہ پڑھنے پر مارو"،اسی طرح حدیثِ مبارک میں آتا ہے کہ گھر میں ایسی جگہ کوڑا لٹکا کر رکھو جہاں سے وہ گھر والوں کو نظر آئے؛ کیوں کہ یہ ان کی تادیب کا ذریعہ ہے۔ امام  بخاری ؒ نے اپنی  کتاب صحیح بخاری میں باب قائم کیا ہے ” باب التوثق ممن تخشی معرته“ (جس سے فساد کا خطرہ ہو اس کو باندھنا)، اور اس کے تحت ذکر کیا ہے کہ عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ حضرت عکرمہؒ کو  فرائض، سنن اور تعلیمِ قرآن کے لیے باندھا کرتے تھے، طبقاتِ کبریٰ میں ہے کہ  حضرت عکرمہ ؒفرماتے ہیں کہ ابن عباس ؓ قرآن وسنت کی تعلیم کے لیے میرے پاؤں میں بیڑی ڈالا کرتے تھے، لہذا اس سے معلوم ہوا کہ سرپرست حضرات اور اساتذہ کے لیے بچوں کو تادیب اور تنبیہ کی غرض سے  مناسب سزا دینا جائز ہے، لیکن اس  کے لیے فقہاء کرام نے چند شرائط ذکر کی ہیں ، ان کی شرائط کی رعایت کرنا ضروری ہے:

1۔۔ بچوں کے والدین سے اس کی اجازت لی ہو۔

2۔۔مدرسہ کے ضابطہ کی رو سے اساتذہ کو اس طرح کی تادیب کی اجازت ہو۔

3۔۔ ایسی سزا شرعاً ممنوع نہ ہو۔

4۔۔ غصہ کی حالت میں نہ مارا جائے، بلکہ جب غصہ اتر جائے تو مصنوعی غصہ کرتے ہوئے سزا دے۔

5۔۔ بچوں کی طبیعت اس کی متحمل ہو، یعنی بچوں کو ان کی برداشت سے زیادہ نہ مارے۔

6۔۔سزا سے مقصود تنبیہ و تربیت ہو، غصہ یا انتقام کے جذبہ کی تسکین نہ ہو۔

7۔۔ ہاتھ سے مارے، لاٹھی ، ڈنڈا، کوڑے وغیرہ سے نہ مارے، اگر بالغ ہو تو بقدرِ ضرورت لکڑی سے بھی مار سکتا ہے، بشرطیکہ برداشت سے زیادہ نہ ہو۔

8۔۔ ایک وقت میں تین سے زیادہ ضربات نہ مارے، اور نہ ہی ایک جگہ پر تینوں ضربات مارے، بلکہ تین ضربات متفرق جگہوں پر مارے۔

9۔۔سر، چہرے اور شرم گاہ پر نہ مارے۔

10۔۔ بچہ تادیب کے قابل ہو، اتنا چھوٹا بچہ جو تادیب کے قابل نہ ہو اس کو مارناجائز نہیں ہے۔

11۔۔ ایسی سزا جس سے ہڈی ٹوٹ جائے یا جلد پھٹ جائے یا جسم پر سیاہ داغ پڑجائے، یا دل پر یا جسم کے کسی نازک حصے پر اس کا اثر ہو ، شرعاً جائز نہیں ہے۔

واضح رہے کہ بچوں کی تعلیم وتربیت میں نرمی اور محبت کا انداز اختیار کرنا چاہیے ،بے جا مار پیٹ سے بچے ڈھیٹ ہوجاتے ہیں، پھر ان پر کسی بات کا اثر نہیں ہوتا ،اور زیادہ مارناتعلیم وتربیت کے لیے مفید بھی نہیں، بلکہ نقصان دہ ہے ،ایک تو یہ کہ اس سے  بچہ کے  اعضاءکم زورہوجاتے ہیں، دوسرایہ کہ ڈرکے مارے سارا پڑھا لکھا بھو ل جاتے ہیں ،تیسرایہ کہ جب پٹتے پٹتے عادی ہوجاتے ہیں تو بے حیابن جاتے ہیں،پھرمارسے ان پرکچھ اثر بھی نہیں ہوتا، اور اس کے مقابلے میں نرمی اور محبت اور بسا اوقات حوصلہ افزا ئی کے لیےانعام دینےاور محبت کا طریقہ زیادہ سود مند ہے، اور زیادہ مارنا تعلیم وتربیت کے لیے مفید طریقہ نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تربیت نرمی اور محبت سے فرمائی ہے، اپنے خدام سے بھی رسول اللہ ﷺکبھی سختی سے پیش نہیں آئے۔ اس لیے حتی الامکان نرمی اور شفقت کے ساتھ بچوں کی تربیت کرنی چاہیے۔اور اگر ضرورت کے وقت سزا دینے کی بھی ضرورت ہوتو تدریجاً  سزا دے مثلاً (1) ملامت کرنا (2) ڈانٹنا، (3) کان کھینچنا، (4)  ہاتھ سے مارنا وغیرہ۔

نیز مدرسہ میں بچوں کو سبق، سبقی، منزل یاد نہ ہونے پر یا مدرسہ کی چھٹی کرنے پر درج ذیل سزائیں دی جاسکتی ہے:

(1) ان کی کچھ وقت کے لیے چھٹی بند کردی جائے، اس کا  بچوں پرکافی اثر ہوتا ہے۔

(2) کھڑا کردیا جائے۔

(3) اٹھک بیٹھک (اٹھنا بیٹھنا) کرایا جائے۔ یہ آخری دو سزاؤں میں جسمانی اور اخلاقی دونوں اصلاحیں ہوجاتی ہیں، یعنی ورزش بھی ہوجاتی  ہے، تنبیہ بھی ہوجاتی ہے، لیکن اس میں بھی اس کی رعایت کی جائے کہ برداشت سے زیادہ نہ ہو۔

لما فی مشکوۃالمصابیح:

" عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «مروا أولادكم بالصلاة وهم أبناء سبع سنين، واضربوهم عليها، وهم أبناء عشر وفرقوا بينهم في المضاجع»".رواہ ابو داود

 (ج1،ص109، کتاب الصلاة، ط: بشری،کراتشی)

لما فی مرقاۃ المفاتیح:

"(واضربوهم عليها) : أي: على ترك الصلاة (وهم أبناء عشر سنين) : لأنهم بلغوا، أو قاربوا البلوغ

(ج2،ص 275، کتاب الصلاة ،ط:حقانیہ،بشاور)

لما فی مشكاة المصابيح :

"عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: «إذا ضرب أحدكم فليتق الوجه» . رواه أبو داود".

(ج2،ص326،کتاب الحدود،باب التعزیر،ط:لدھیانوی،کراتشی

لما فی الصحیح للبخاری:

"باب التوثق ممن تخشى معرته، وقيد ابن عباس عكرمة على تعليم القرآن، والسنن والفرائض".

(ج1،ص326  کتاب الخصومات، ط:قدیمی کراتشی)

وفیہ ایضا:

بابُ الغَضَبِ فِي المَوْعِظَةِ والتَّعْلِيمِ إذا رَأى ما يَكْرَهُ حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، قالَ: أخْبَرَنا سُفْيانُ، عَنِ ابْنِ أبِي خالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أبِي حازِمٍ، عَنْ أبِي مَسْعُودٍ الأنْصارِيِّ قالَ: قالَ رَجُلٌ يا رَسُولَ اللَّهِ، لاَ أكادُ أُدْرِكُ الصَّلاَةَ مِمّا يُطَوِّلُ بِنا فُلاَنٌ، فَما رَأيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي مَوْعِظَةٍ أشَدَّ غَضَبًا مِن يَوْمِئِذٍ، فَقالَ: «أيُّها النّاسُ، إنَّكُمْ مُنَفِّرُونَ، فَمَن صَلّى بِالنّاسِ فَلْيُخَفِّفْ، فَإنَّ فِيهِمُ المَرِيضَ، والضَّعِيفَ، وذا الحاجَةِ»

(ج1،ص19،کتاب العلم، ط:قدیمی کراتشی)

لما فی فتاوی شامی:

"لايجوز ضرب ولد الحر بأمر أبيه، أما المعلم فله ضربه لأن المأمور يضربه نيابة عن الأب لمصلحته، والمعلم يضربه بحكم الملك بتمليك أبيه لمصلحة التعليم، وقيده الطرسوسي بأن يكون بغير آلة جارحة، وبأن لايزيد على ثلاث ضربات ورده الناظم بأنه لا وجه له، ويحتاج إلى نقل وأقره الشارح قال الشرنبلالي: والنقل في كتاب الصلاة يضرب الصغير باليد لا بالخشبة، ولايزيد على ثلاث ضربات".

(ج 6،ص 430، ط: سعید)

وفیہ ایضا:

"(وإن وجب ضرب ابن عشر عليها بيد لا بخشبة) لحديث: «مروا أولادكم بالصلاة وهم أبناء سبع، واضربوهم عليها وهم أبناء عشر.

(قوله: بيد) أي ولايجاوز الثلاث، وكذلك المعلم ليس له أن يجاوزها، «قال عليه الصلاة والسلام لمرداس المعلم: إياك أن تضرب فوق الثلاث، فإنك إذا ضربت فوق الثلاث اقتص الله منك». اهـ إسماعيل عن أحكام الصغار للأستروشني، وظاهره أنه لايضرب بالعصا في غير الصلاة أيضاً.(قوله: لا بخشبة) أي عصا، ومقتضى قوله: بيد أن يراد بالخشبة ما هو الأعم منها ومن السوط أفاده ط.(قوله: لحديث إلخ) استدلال على الضرب المطلق، وأما كونه لا بخشبة فلأن الضرب بها ورد في جناية المكلف. اهـ.

(ج1،ص 352، ط: سعید)

وفیہ ایضا:

"(لو ضرب المعلم الصبي ضرباً فاحشاً) فإنه يعزره ويضمنه لو مات، شمني

(قوله: ضرباً فاحشاً) قيد به؛ لأنه ليس له أن يضربها في التأديب ضرباً فاحشاً، وهو الذي يكسر العظم أو يخرق الجلد أو يسوده، كما في التتارخانية. قال في البحر: وصرحوا بأنه إذا ضربها بغير حق وجب عليه التعزير اهـ أي وإن لم يكن فاحشاً".

 (ج4،ص79، ط: سعید)

لما فی الموسوعة الفقهية الكويتية:

"للمعلم ضرب الصبي الذي يتعلم عنده للتأديب . وبتتبع عبارات الفقهاء يتبين أنهم يقيدون حق المعلم في ضرب الصبي المتعلم بقيود منها:

أ - أن يكون الضرب معتادا للتعليم كماً وكيفاً ومحلاً، يعلم المعلم الأمن منه، ويكون ضربه باليد لا بالعصا، وليس له أن يجاوز الثلاث، روي أن النبي عليه الصلاة والسلام قال لمرداس المعلم رضي الله عنه: إياك أن تضرب فوق الثلاث، فإنك إذا ضربت فوق الثلاث اقتص الله منك.

ب - أن يكون الضرب بإذن الولي، لأن الضرب عند التعليم غير متعارف، وإنما الضرب عند سوء الأدب، فلا يكون ذلك من التعليم في شيء، وتسليم الولي صبيه إلى المعلم لتعليمه لايثبت الإذن في الضرب، فلهذا ليس له الضرب، إلا أن يأذن له فيه نصا.ونقل عن بعض الشافعية قولهم: الإجماع الفعلي مطرد بجواز ذلك بدون إذن الولي  .

ج - أن يكون الصبي يعقل التأديب، فليس للمعلم ضرب من لا يعقل التأديب من الصبيان، قال الأثرم: سئل أحمد عن ضرب المعلم الصبيان، قال: على قدر ذنوبهم، ويتوقى بجهده الضرب وإذا كان صغيرا لا يعقل فلا يضربه .

(ج13،ص13،مادۃ:تعلیم وتعلم ،الضرب للتعلیم،ط: رشیدیۃ، کویٹہ)

وفیہ ایضا:

طرق تأديب الصبي:

يؤدب الصبي بالأمر بأداء الفرائض والنهي عن المنكرات بالقول، ثم الوعيد، ثم التعنيف، ثم الضرب، إن لم تجد الطرق المذكورة قبله، ولا يضرب الصبي لترك الصلاة إلا إذا بلغ عشر سنين. لحديث: مروا أولادكم بالصلاة وهم أبناء سبع سنين، واضربوهم عليها وهم أبناء عشر سنين، وفرقوا بينهم في المضاجع.

ولا يجاوز ثلاثا عند الحنفية والمالكية والحنابلة.وهي أيضا على الترتيب، فلا يرقى إلى مرتبة إذا كان ما قبلها يفي بالغرض وهو الإصلاح.

(ج10،ص24،مادۃ:تادیب،طرق تادیب الصبی،ط: رشیدیۃ، کویٹہ)

لہذااگر ادارے کا اور مدرسے کے اساتذہ کرام کا اس بات پر معاہدہ ہوچکا ہے اوروالدین کی طرف سے بھی مار کی اجازت نہ ہو تو ایسی صورت میں اساتذہ کرام کو مارنے کی اجازت نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب کتبہ:محمد عباس غفراللہ لہ ولوالدیہ

جامعہ مدنیہ،بلاک آئی،شمالی ناظم آباد،کراچی

20/05/1444ھ

15/12/2022ش